کرنیں

مدارس کا طریقۂ تعلیم...... چند غلط فہمیوں کا ازالہ

مدیر کے قلم سے

جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں اساتذہ و معلمین کی تربیت و تدریب کے لیے ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۲۰۱۲ء کو سہ روزہ کورس رکھا گیا جس میں اسلام آباد اور راولپنڈی کے اساتذہ و مدرسین نے شرکت کی اور اس کی مختلف نشستوں سے کئی علماء نے خطاب کیا جن میں ملتان سے حضرت مولانا نواز صاحب، گوجرانوالہ سے حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب، لاہور سے حضرت مولانا جہانگیر صاحب، فیصل آباد جامعہ امدادیہ سے حضرت مولانا زاہد صاحب، کشمیر سے حضرت مولانا محمود الحسن مسعودی صاحب، پشاور جامعہ عثمانیہ سے حضرت مولانا حسین احمد صاحب، اسلام آباد سے حضرت مولانا ظہور احمد علوی صاحب سینیٹر مولانا عبدالخالق پیرزادہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالغفار صاحب کے نام شامل تھے۔

اس کے آخری دن، صبح کی دوسری نشست میں اِس ناکارہ کو تفصیلی گفتگو کا موقع ملا، جس میں مدارس کے طریقۂ تعلیم و تدریس کے حوالے سے بعض غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش کی گئی، الحمدللہ اس کا اچھا اثر رہا، جن نکات پر بات کی گئی، ذیل میں انھیں تحریری صورت میں لایا جارہا ہے:

(۱)......اساتذہ اور معلمین کی تربیت کے حوالے سے اس طرح کی نشستوں کو منعقد کرنا ایک مفید روایت بن سکتا ہے ...... جب اس طرح کے کورس اپنے ہی کسی معتبر ادارے میں مدارس ہی کے بزرگ اور تجربہ کار اساتذہ اور علماء سے استفادے کی شکل میں ہو تو اس کی افادیت میں شک نہیں، جیسا کہ یہاں جامعہ محمدیہ میں نظر آرہا ہے۔ منصب تدریس سے برسوں وابستہ رہنے والا ایک تجربہ کار اور بزرگ استاذ، مختصر نشست میں اپنی زندگی کا حاصل پیش کرے گا تو یقیناً نئے فضلاء اور مدرسین کو، احساس کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر اس سے ضرور فائدہ ہوگا۔

البتہ پاکستان میں کچھ لوگوں کو دینی مدارس کی اصلاح کی کچھ اور طرح کی فکر لگ گئی ہے، اس کی صورت انہوں نے یہ نکالی ہے کہ کالج، یونیورسٹیوں اور عصری اداروں کے پروفیسروں اور لیکچرار حضرات کو بلاتے ہیں یا مدارس کے بعض

اساتذہ کو وہاں لے جاتے ہیں، یہ پروفیسر حضرات مدارس کی اصلاح پر بیانات کرتے ہیں، مقالات پڑھتے ہیں، علماء اور مدرسین کو زمانہ شناسی کا درس دیتے اور نئے رویوں سے شناسائی کا سبق پڑھاتے ہیں، تعلیم وتربیت کو ذریعہ معاش بنانے والے یہ پروفیسر حضرات بسا اوقات، اس بوریہ نشین معلم ومدرس کے طرز وانداز زندگی پر جملے کستے ہیں جس کے فقر و بے سامانی پر فرشتے رشک کرتے ہیں...... کئی نئے فضلاء اس طرح کی مجلسوں سے احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور اپنے عالی منصب کے عظیم نعمت ہونے کا احساس اور قدر کھو بیٹھتے ہیں...... عصری اداروں کے مفید تعلیمی اور تدریسی تجربات سے فائدہ اٹھانا قابل اعتراض نہیں، لیکن اس کا یہ ایک منفی پہلو ہے، مدارس کے منتظمین سے میری درخواست ہے کہ اس منفی پہلو کو نظر انداز نہ ہونے دیں۔ مدارس کے بوریہ نشین علماء اور طلبہ کی جفاکشی اور قربانی والی سادہ زندگی اس خطے میں تعلیم وتربیت کی زریں تاریخ کا اثاثہ ہے، ان مدارس کی کامیابی کا راز اکابر ہی کے بنائے ہوئے نظام اور طرز سے جڑا رہنے میں ہے۔ نئے کورسوں اور نئے تجربوں میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے!

اس وقت شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مدارس میں جاری قدیم نظم کو مزید مضبوط بنادیں، یہ نظم جس قدر مستحکم ہوگا اسی قدر اس کے عمدہ نتائج نکلیں گے، حقیقت یہ ہے کہ اس سے بہتر نتائج دینے والا کوئی نظام ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

(۲)...... یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ دینی مدارس کے نصاب، اسلامی علوم میں استعداد کی ایک چابی دیتا ہے تا کہ فاضل اس سے اسلامی کتب خانے کے بند دروازوں کو کھول سکے، اس نصاب میں مختلف علوم کی تمام کتابوں کا احاطہ نہیں کیا گیا، بلکہ استعداد بنانے والی ایسی کتابیں رکھی گئیں ہیں جن کے پڑھنے سے قرآن وحدیث کے علوم کو ان کے اصل مصادر ومراجع سے سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے، یہ بنیادی مقصد ہے اور اس مقصد کے حصول میں دینی مدارس آج بھی کامیاب ہیں، دینی مدارس کے اس نصاب کو محنت سے پڑھنے والا ایک درمیانی استعداد کا فاضل بھی تفسیر و حدیث کے ذخیرے سے آسانی کے ساتھ فایدہ اٹھاسکتا ہے، یہ اس نصاب کی خصوصیت ہے جو انحطاط زمانہ کے باوجود آج بھی برقرار ہے۔

(۳)......ایک غلط فہمی عربی زبان کے حوالے سے دینی مدارس کے نصاب کے بارے میں پھیلائی گئی ہے کہ دینی مدارس کے نصاب کے طالب علم کو عربی نہیں آتی...... یہ بات خلاف واقعہ ہے، کسی زبان کی تعلیم کی چار مشہور جہتیں ہیں: (۱)...... سمجھنا (۲)...... پڑھنا (۳)...... لکھنا (۴)...... بولنا۔ فہم وقراءت اور کتابت وتکلم...... دینی مدارس کے نصاب میں عربی دانی کی پہلی دو جہتوں میں ٹھوس استعداد کے حصول کو پیش نظر رکھا گیا ہے، کیوں کہ یہی ہمارے برصغیر کے اس خطے کی دینی ضرورت ہے کہ ایک عالم دین عربی پڑھ کر سمجھ سکیں اور اسلامی تعلیمات وہدایات کو صحیح طریقے سے ان کے مراجع سے اخذ کر کے یہاں کے مسلمانوں کے سامنے مقامی زبانوں میں بتلاسکیں، یہ یہاں کے مسلمانوں کی دینی

ضرورت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی کی مشکل سے مشکل عبارتوں کو حل کرنے کا جو ملکہ اور صلاحیت دینی مدارس کا نصاب پیدا کرتا ہے، آج تک کوئی اور نساب اس کا بدل نہیں بن سکا۔

ہاں، عربی زبان میں لکھنا اور بولنا ایک اضافی خصوصیت ہے اور مدارس کے فضلاء میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جس کے اندر عربی زبان کے عصری اسلوب میں بولنے اور لکھنے کی عمدہ صلاحیت ہو تاکہ وہ اس خطے میں مسلمانوں کی سرگرمیوں، ان کے حالات اور اکابر علماء کی دینی و علمی خدمات سے عالم عرب کو آگاہ کر سکے، اس صلاحیت کو حاصل کرنے کا نسخہ اکسیر جدید عربی رسائل واخبارات کا مطالعہ ہے جو لغت کے ذریعہ کسی ماہر فن کی نگرانی میں تسلسل کے ساتھ کیا جائے تو ایک فاضل میں بہت جلد یہ صلاحیت آجاتی ہے۔

(۴)...... ہمارے اکابر کی نظر بہت دور رس تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی ایمانی بصیرت عطا فرمائی تھی، انہوں نے نظام تعلیم کو اس طرح مرتب کیا کہ پڑھنے والا خود بخود ایک اچھا مدرس اور معلم بن جاتا ہے۔ عصری اداروں میں پڑھانے کے لیے مختلف کورسز کرائے جاتے ہیں لیکن مدارس کے نصاب میں اکابر نے "تکرار" کا نظم رکھا ہے، عموماً اس کا وقت مغرب اور عشاء کے بعد رکھا گیا ہے کہ جو اسباق طلبہ نے اپنے اساتذہ سے دن بھر پڑھے ہیں، چند ساتھی مل کر ان اسباق کو اسی طرح آپس میں دہرائیں، تکرار کا یہ نظم "تدریب معلمین" ہی کی عملی مشق و نمونہ ہے، مختلف اساتذہ کے مختلف انداز ہوتے ہیں اور طلبہ جماعتوں کی شکل میں بیٹھ کر کئی گھنٹے اس طرح جب ان اسباق کو دہراتے ہیں تو اس سے از خود ان کے اندر پڑھانے، سمجھانے اور بیان کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے...... اس لیے ہمیں اپنے مدارس کے اندر، تکرار کے اس نظم کو موثر بنانا چاہیے...... یہ نظام اگر مؤثر ہوگا تو الگ تدریب کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی......

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے "طریقہ تعلیم"، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ نے "امداد المدرسین"، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے "درس نظامی کی کتابیں کیسے پڑھائی جائیں" اور اس ناکارہ نے "آپ تدریس کیسے کریں" کے عنوان سے طریقہ تعلیم کے متعلق کافی تفصیل سے لکھا ہے۔ ماہنامہ وفاق المدارس کے مختلف شماروں میں ان مضامین کو ایک سے زائد بار شائع بھی کیا گیا، ان مضامین کا مطالعہ بھی اس حوالے سے مفید رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ نئے مدرسین اور فضلاء کو چاہیے کہ وہ کبھی کبھار وقت نکال کر قدیم کہنہ مشق ماہر اساتذہ کے درس میں بھی جایا کریں اور ان کے اسلوب و انداز تدریس پر خصوصی توجہ دیں، تو اس سے بھی بڑا فائدہ ہوگا!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

☆......☆......☆